انسانیت کاآخری مسیحا

THE FINAL SAVIOUR OF MANKIND

Syed Jawad Sherazi

***Abstract*:**
When we study the books of religions, we find that all religions are looking forward to a savior who will come to abolish oppression from the world and establish it with the justice. Followers of each religion call this Savior with a special name. But the question is that weather this is the same personality or different personalities? If all these religions were compared, it would seem that all of these names might belong to the same person who will establish justice in this world. In this research we will explore the concept of savior of mankind and the conditions of the end of time in Christianity, Zoroastrian, Buddhist, Hindu, Jewish, Christian and Islam.
Keywords: *Savior, Religion, End of the time, Imam Mahdi (A.S).*

خلاصہ
جب ہم دنیا میں موجود زندہ ادیان کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ تمام ادیان تاریخ کے اختتام پر ایک ایسے مسیحا کے منتظر ہیں جو آکر دنیا سے ظلم کو ختم کردے گا اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ تمام ادیان کے پیروکار اس مسیحا کو ایک خاص نام سے پکارتے ہیں لیکن اگر ان تمام ادیان کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے یہ تمام نام ایک ہی فرد کے ہوں اور وہ اس دنیا میں عدل قائم کرے گا اس کا دور اس دنیا کا آئیڈیل دور ہو گا۔اس تحقیق میں زرتشت، بدھ مت، ہندو، یہودی، عیسائی اور دین اسلام میں مسیحا کے اسی تصور اور آخرالزمان کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔
کلیدی کلمات: مسیحا، ادیان، آخرالزمان، امام مہدیؑ۔

زرتشت۔سوشیانت

بشریّت کے آخری مسیحا کے بارے میں زرتشتیوں کا نظریہ دوسرے ادیان کے نظریہ کی نسبت پرانا ہے۔ بالخصوص ان مؤرخین کے مطابق جو زرتشت پیامبر کی تاریخ ولادت کو تاریخ یہود سے بھی پہلے لکھتے ہیں یعنی ۶۰۰۰ سال قبل مسیح یا ۱۰۰۰اسال قبل مسیح لیکن صحیح اور مستند قول کے مطابق ان کی تاریخ ولادت کو ۶۶۰ سال قبل مسیح مانا جاتا ہے۔

بہر حال، زرتشتیوں کا نظریہ موعود آخرالزمان قدیمی ترین عقائد و نظریات میں سے ہے۔آخری کامیابی اور یقینی فتح کاعقیدہ اور اس زمانے تک دسترس کہ جس میں ایک انسان کی حاجتیں وخواہشات پوری ہوں گی اور ساری برائیوں اور ظالم طاقتوں پر غلبہ حاصل ہوگا، اور اس طرح ایک نجات دینے والے اور اس کی مکمل صفات، ان سب باتوں کا تذکرہ زرتشتیوں کی کتابوں میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ ہاں البتہ اس بات کی طرف اشارہ کرنا لازمی ہے کہ ان کی کتابوں میں ایسی اصطلاحات موجود ہیں کہ گردش زمانہ اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ان تعابیر و اصطلاحات کے معانی تبدیل ہوچکے ہیں اور ان مطالب کی مختلف تفاسیر کی جاچکی ہیں۔

زرتشت مسیحا کی صفات

زرتشتیوں کا مسیحا، زرتشت نسل سے ہوگا اور زرتشتی دین کو کمال تک پہنچانے پر مامور ہو گا۔ دین کو برائیوں اور بدعتوں سے پاک کرئے گا۔ زرتشتیوں کے متون میں صراحت کے ساتھ درج ہے کہ اس کا دورانیہ ستاون سال ہوگا اور تمام امور کو زرتشتیوں کی مذہبی کتاب "گاہان" کی تعلیمات کے مطابق اجراء کرئے گا۔ شوپانت جو کہ تمام بشریت کا مظہر کامل ہوگا، اس کا نطفہ صلب میں معجزانہ طور پر منعقد ہوگا اور نورانی مقام سے ایزد سے ملاقات کرئے گا۔ اسی کے زمانے میں ہی "کیخسرو" طوس، قیام کریں گے اور شوپانت کی نیک حکومت میں مددگار بنیں گے۔ لوگ اس کے حکم پر جمع ہوں گے اور سپاہی لے آئیں گے اور شرک وبدعات کے ساتھ جنگ کریں گے، شوپانت مردوں کو زندہ کرنے اور قیامت کے برپا کرنے جیسے امور پر بھی مامور ہوگا، شوپانت فقط پہلوان و جنگجو ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ ایک روحانی بھی ہوگا کیونکہ اس کو عبادت وستائش خداوندی کی وجہ سے جہاں میں لایا گیا ہے اور وہ اس زمین کو ہر ظلم وستم سے پاک کردے گا اور اس کو ہمیشہ کے لیے پرامن بنادے گا۔ لہٰذا اس کے بعد تمام لوگ دین کے پیروکار ہوں گے اور ایک دوسرے کے دوست اور مہربان ہوں گے۔ شوپانت تین خصوصیات کا حامل ہوگا ۔ پہلی خصوصیت یہ کہ وہ انسانی سماج کی نجات کو مدّ نظر رکھے گا کیونکہ جھوٹ اور برائیوں سے جنگ کرئے گا اور مستقبل کے زمانے کو، شرک وبدعت سے پاک زمانے کی خوشخبری دے گا۔ دوسری خصوصیت یہ کہ اس آئین کا موعود ایک عالمی سوچ کا حامل ہوگا اور قومیت کے دائرے کا قیدی نہیں ہوگا، جس طرح یہودی قومیت کے قید میں بند ہیں۔ موعود ایک فرد ہو گا۔ "گاہان" کے علاوہ دوسری کتابوں کے مجموعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ انسانی کے آخری تین ہزار سالوں میں یعنی چوتھے تین ہزار سالہ دورانیہ میں تین موعود ہزار سال کے فاصلے سے ظہور کریں گے جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔اوخشیت ارتا: {Evakhshit, Ertah, Ukhsyat, ereta}

اس سے مراد وہ شخص ہے جو قانون مقدس کو پروان چڑھائے گا (یعنی قانون دین و تعلیمات زرتشت کو مضبوط کرنے والا) آج کل اس کو "اوشیدر" یا "ھوشیدر" کے نام سے پکارا جاتا ہے، کتب پھلوی میں اس کا نام "خورشیتدر" یا "اوشیتر" ذکر ہوا ہے اور بعض اوقات اس کے ساتھ لفظ "بامی" کا اضافہ کیا جاتا ہے یعنی "ھوشید بامی" کہتے ہیں۔ ھوشید بامی سے مراد ھوشیدر روشن ہے۔[1]

2۔اوخشیت نیمد Evakhashit nemad, ukhsyat, namangah

اس سے مراد وہ شخص ہے جو نماز قائم کرے گا۔آج کل اس کو "اوشیدر ماہ" یا ھوشیدر ماہ سے یاد کیا جاتا ہے اور کتب پھلوی میں "خورشیتماہ" یا "اوشیتر ماہ" کے لفظ سے لکھا گیا ہے کہ جس کا مطلب اوشیدر نماز کے بارے میں کہے گا کیونکہ "نمنگہ" کا معنی نماز ہے۔[2]

3-استوت ارتا۔Astvat Ereta

اس سے مراد وہ شخص ہے کہ سارا جہاں جس کے زیر سایہ زندگی فانی تک جائے گا۔ استوت ارتاوہی شوپانت مزدلیسنانیوں کا تیسرااور آخری موعود ہے اوستا (اوستاجدید) میں جہاں بھی فقط سوشیانت کاتذکرہ ہواہے اس سے مراد وہی آخری موعود "استوت ارتا" ہی ہے پس آج کل جو معاشرے میں عام طور پر لفظ شوپانت رائج ہے اس سے مراد وہی زرتشتیوں کا آخری نجات دینے والا موعود ہی ہے کیونکہ زرتشتیوں کی کتابوں میں ایسی عبارات موجود ہیں کہ جس سے موعود سوم کے علاوہ کسی اور شخص پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔[3]

آخرالزمان کے حالات زرتشتیوں کے نزدیک

آخرالزمان میں جہان ظلم وستم اور تاریکی وتباہی میں جکڑا ہوگا، کہ اس زمانے میں ہر کوئی اور ہر چیز سختیوں اور برائیوں میں گرفتار ہوگی،اوراس دور مین انسان فسادونابودی کے علاوہ کوئی اور راہ نہیں پائے گا۔ "زند" اور "ھومن یسن" کے مطابق زرتشت کی پیدائش والے ہزار سالہ دورانیہ کے ابتدائی سالوں میں، حاکمان ظالم وغضب ناک ایران پر قابض ہوں گے بدکاری اور ستم کاری کی حکومت کریں گے اور سب کچھ تباہ.برباد کردیں گے۔ سب چیزیں بے برکت ہوجائیں گی اور نہ صرف اس کی وجہ سے انسانی معاشرے کےفردی واجتماعی امور متاثر ہوں گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ طبیعی امور بھی متاثر ہوں گے مثلا بارش کانہ.برسنا، بے موقع ٹھنڈی اور گرم ہواوں کا چلنا، سال کے موسموں کا نامنظّم ہونا، سخت سردی اور سخت گرمی کاآنا، چشموں اور دریاوں کاخشک ہونااور خوشوں کادانوں سے خالی ہونا، اوراس جیسے واقعات رونپذیر ہوں گے۔ فصلوں کی طرح انسان میں اولاد کی شرح بھی کم ہوجائے گی اور ایسی ہی صورتحال جانوروں کی بھی ہوجائے گی۔اس طرح کہ پالتوجانور مثلاگائے، بھیڑ، بکری، گھوڑے وغیرہ بچے

کم پیدا کریں گے اور ان کے دودھ کم چربی اور ان کے بال و پشم کم ہوں گے ان کی کھالیں پتلی ہوں گی اور گھوڑوں کا زور و طاقت کم ہو جائے گا۔[4] ہم یہاں پر "اوستا" کی چند عبارتوں کا تذکرہ کرتے ہیں ": اے زرتشت اس زمانے میں سب لوگ فریب کار ہوں گے، یعنی ایک دوسرے کا برا چاہیں گے اور دوستی و محبت تبدیل ہو جائے گی، عشق و محبت و دوستی نامی چیزیں اس جہان سے ختم ہو جائیں گی، باپ کے دل میں بیٹے کی کی اور بھائی کے دل میں بھائی کی محبت ختم ہو جائے گی، داماد اپنے سسر سے جدائی چاہیے گا اور ماں اپنی بیٹی سے جدا ہو جائے گی۔[5]

اے زرتشت تیرے ہزار سالہ دورانیہ دسویں سدہ (ا) کے زمانے میں سب لوگ حریص اور دین سے منہ موڑ لیں گے۔ لوگوں کی شرح زائیدگی اور ہنر و طاقت کم ہو گی، اسی طرح لوگ فریبکار اور ستمگر ہوں گے اور محبت و تشکر نامی چیز نہیں ہو گی اور وہ نوے سال کی عمر میں بھی محبت نہیں کریں گے۔ "اوستا قدیم" کہ جس کو زرتشت کے شاگردوں نے لکھا ہے اس کی زبان گاھان کی زبان سے ملتی جلتی ہے (کیونکہ اوستا کو اس کی زبان کے ذریعے پہنچانا جاتا ہے کہ کس دور میں لکھی گئی ہے) اس اوستا قدیم میں بیان ہوا ہے کہ سوشیانت کا وظیفہ اس دنیا کو برائیوں سے پاک کرنا اور نیکیوں کو ترویج کرنا ہے۔ یہ سوشیانت ہی ہو گا کہ جو سارے جھان کو فائدہ پہنچائے گا اور برائیوں کو اس جھان سے اکھاڑ پھینکے گا۔ اصولی طور پر بھی ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس دنیا میں حقانیت و آزادی اور سچائی برقرار رہے اور اس قسم کی تمام نیکیاں معاشرے میں وسعت پیدا کریں اور انسان کی یہ آرزو ایک ایسا اہم معنوی پہلو ہے کہ ہر معاشرے کے لوگوں کو زندہ اور بیدار رکھتا ہے۔ بہت سے دانشمند اس بات کے قائل ہیں کہ زرتشتیوں میں جو آج کل عقیدہ موعود پایا جاتا ہے یہ یہودیوں کے دین سے ایرانیوں میں آیا ہے، قدیم ایرانیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ زرتشت کے تین فرزند بالترتیب تین ہزار سال دورانیہ میں ظہور کریں گے اور دین زرتشت کو پروان چڑھایں گے اور زرتشت کا تیسرا فرزند (سوشیانت) جب آئیگا تو وہ قیام کرئے گا اور ساری دنیا کو نیکی اور پاکیزگی سے بھر دے گا۔[6]

ہندو۔ کلکی، کلکین

ہندووں کے عقائد و اعمال اس قدر پیچیدہ ہیں کہ ان کی وسیع حدود کو مشخص کرنا ناممکن ہے۔ جو ہندو اپنے دین کی ایک کلی اور وسیع تر تعریف کرتے ہیں۔ ان کے اقوال کے مطابق مذہب ہندو ایسے بے شمار عقائد و نظریات کا مجموعہ ہے جو آپس میں مخلوط ہو چکے ہیں۔ چونکہ ان کے آثار و کتب مقدس (وید) میں یہ مذہب بہ طور دین ذکر ہوا ہے اور آج تک یہ دین قائم و دائم ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ: ہندوازم ایک ایسے مذہبی و اجتماعی سسٹم (نظام) کا نام ہے کہ جو اس سرزمین پر تیسری صدی میں رہنے والے لوگوں میں رائج تھا اور پروان چڑھتا رہا۔[7] ہندووں کے ہاں ویشنو (Vishnu) کے دسویں "اوتار" یا "جنم" کا نام کلکی یا کلکین (Kalki-Kalkin) ہے۔ وہ

"کالی یوگا " کے آواخر میں آئے گا اور اس زمین کو درندہ صفت بادشاہوں سے نجات دلائے گا۔[8] ہندوازم میں موعود یا نجات دینے والا دنیا کے چار دورانیوں میں سے آخری دورانیہ یعنی "کالی یوگا" میں ظہور کرے گا۔ ویشنو کی دسویں جنم کے مطابق کلکی یا کلکین گھوڑے پر سوار، ہاتھ میں ننگی تلوار لئے، روشن ستارے کی طرح ظہور کرے گا تا کہ اس دنیا میں برائی اور بے حیائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے اور عدالت و فضیلت کو برقرار رکھے۔ سفید گھوڑا، طاقت و قدرت کی نشانی ہے وہ یاما (yama) یا موت کو شکست دے گا اور تمام مخالف طاقتوں پر فتح حاصل کرے گا "کلکی" الٰہی پہلو رکھتا ہوگا وہ ایک الٰہی انسان ہوگا جو خدائی مقام پائے گا۔ یہاں پر چار زمانے (یوگا) ہیں یہ چاروں زمانے (کریتا، تریتا، دواپار اور کالی) (karita, kali, Dvapara, treta) ان میں سے ہر زمانے کا ایک آغاز و اختتام ہے ہم اس وقت کالی یوگا (مھایوگہ) کے چھٹے ہزار سالہ دورانیہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔اس دنیا کی پیدائش کے بارے میں ہندوازم کی کچھ اس طرح کی بھی تعابیر ہیں کہ خداوند عالم کے کچھ بیداری کے لمحات یا اس کی نظر کرم کے لمحات کے وقت اس کے ذہن سے ایک کائنات صادر ہوتی ہے اور جب وہ سونے کے لئے دنیا کے اوقیانوسوں میں جاتا ہے تو ان اوقیانوسوں میں طغیانی ختم ہو جاتی ہے۔

ہندوازم کی ادبیات میں، ایسے حادثات وواقعات کی پیشین گوئی کہ جو آخرالزمان کے مقدمات میں شمار ہوتے ہیں، کی بہت اہمیت ہے۔ اور یہ ہندوؤں میں بھی ان اتفاقات اور ان کی کیفیت کے بارے میں نظریات پائے جاتے ہیں۔ ہر دورہ کا اختتام "کالی یوگا" پر ہوتا ہے اور آغاز " کریتا یوگا " سے ہوتا ہے اور اس وقت (یعنی ایک دورے کے اختتام اور دوسرے دورے کی ابتداء کے وقت) سورج، چاند اور بریھسپتی (سیارہ مشتری) آسمانی صورت میں وارد ہوں گے، کالی یوگا کے آخر میں سورج کی تپش بہت شدید ہو جائے گی (یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سات یا بارہ سورج آسمان پر ظاہر ہوں گے اور اس کی تپش سے زمین کے سارے سمندر خشک ہو جائیں گے اس طرح ہر چیز جل کر راکھ بن جائے گی اور اس کے بعد سیاہ بادل ظاہر ہوں گے اور کئی سالوں تک بارش ہوتی رہے گی اور اس پوری دنیا میں ہر طرف سیلاب ہی سیلاب ہوگا یہاں تک زمین کا پانی اتنا بلند ہوگا کہ اس کی موجیں بادلوں سے ٹکرائیں گی۔[9]

1۔ پہلے دورانیہ (کریتا۔Krita) میں لوگوں میں تقویٰ کامل پایا جاتا تھا اور کوئی بھی اپنے وظیفے سے روگردانی نہیں کرتا تھا، اور لوگ کام کاج کے محتاج نہیں تھے اور اس زمین کے جتنے بھی پھل تھے وہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق ان ہاتھوں میں پہنچ جاتے تھے۔ بدبینی، سوء ظن، گریہ، تکبر، فریب کاری، خودپسندی، نفرت، ظلم وستم، خوف وہراس، حسد اور دکھ وغم جیسی چیزوں کا اصلاً وجود بھی نہیں تھا۔ لوگوں کے تمام قبیلے (قومی) مرتب، منظّم اپنے وظائف انجام دیتے تھے اور ایک خدا کی پرستش کرتے تھے اور سب لوگوں کے لئے ایک ہی قانون و رسم اور

ایک ہی نماز تھی اگرچہ کچھ وظائف ایک دوسرے سے مختلف بھی تھے لیکن سب لوگ ایک "ودا" کے تابع اور اس پر عمل کرتے تھے۔

2۔ دوسرے دورانیہ میں تریتا(Treta) میں تقویٰ کا یک چوتھائی حصہ کم ہوتا ہے۔اس دورانیہ میں لوگ حقیقت اور سچ کے پیروکار تھے اور ایسے تقویٰ سے مرتبط تھے جو کہ عام مراسم میں پایا جاتا ہے۔ قربانی اور نیک اعمال و شعائر دینی ہر جگہ رائج تھے اور لوگوں کے اعمال اجر وثواب کے حصول کے لئے تھے اور مراسم دینی وغیرہ بھی انجام پذیر ہوتی تھیں۔ البتہ وہ اس وقت ریاضیت کے محتاج نہیں تھے۔

3۔ تیسرے دورانیہ (دواپارdvapara) میزان تقویٰ نصف ہوگیا اور "ودا" چار حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی کچھ لوگ چار ودا، کچھ تین، کچھ دو اور کچھ ایک ودا کا مطالعہ کرتے تھے اور کچھ تو ایک بھی ودا نہیں پڑھتے تھے اور اس دورانیہ میں مذہبی شعائر و مراسم کے طریقے مختلف ہو چکے تھے، نیکیوں کی کمی کے باعث، چند لوگ حق پر ور باقی رہ گئے تھے اور جب لوگ نیکیوں سے دور ہو گئے تو بیماریوں، مصیبتوں اور بلاؤں نے ان پر حملہ کر دیا تھا جو کہ ان کا مقدر تھا اور ان صدموں اور مصیبتوں کی وجہ سے لوگ ریاضت کی طرف چلے گئے او وہ لوگ جو آسمانی کلام کی طرف مائل تھے، انہوں نے قربانی کی اور اس زمانے میں بہت سی نیک خصلتوں کو چھوڑنے کی وجہ سے لوگوں کا میزان تقویٰ تنزلی کا شکار ہو گیا تھا۔

4۔ چوتھے دورانیہ (کالی۔kali) میں میزان تقویٰ فقط ایک چوتھائی باقی رہ جائے گا، اس دور میں "ودا" کی پیروی اور نیک اعمال و شعائر مذہبی کو لوگ ترک کر دیں گے، بیماریاں، بلائیں، بدبختی، بھوک، تھکاوٹ اور خوف و ہراس اور اس جیسی مصیبتیں ہر جگہ پھیل جائیں گی۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ تقویٰ بھی کم تر ہوتا جائے گا اور انسان اسی ترتیب سے معیار انسانیت سے پست تر ہوتا جائے گا اور اس وقت خرابیاں اور تباہیاں جنم لیں گی اور لوگوں کے مقاصد گھٹیا ہوں گے اور اخلاقی اقدار سے بے پرواہی، لوگوں کو پست تر کر دے گی، اسی دورانیہ کے آخر میں ہی ہندوؤں کے موعود و منجی (نجات دینے والے) کا ظہور ہوگا۔

"کلکی" کی خصوصیات ہندوؤں کی مقدس و مہم کتابوں جیسے "مھابھاراتا" (Mahabharata) اور "پرانا" (Purana) میں مذکور ہیں۔ مھابھاراتا کا تعلق 200 ق۔م صدی سے 200 میلادی تک ہے جبکہ "پران" چھٹی سے ساتویں عیسوی صدی تک رائج تھی اور اس طرح ان کی دوسری کتابوں میں موعود کے متعلق کچھ ایسی بشارتیں موجود ہیں جیسے "اوپانیشاد، باسک، پائیکل، وید، ریگ ودا، شاکمونی وغیرہ۔

کلکی یا کلکین کی صفات

ہندوؤں کے نظریات وعقائد اور ان کے پیروواں میں "کلکی کاایک خاص مقام ومنزلت ہے۔ لہٰذااس کی بہت سی اچھی صفات ذکر کی گئی ہیں۔ بہت سی پیشن گوئیوں کے مطابق "کلکی ایک شجاع مرد ہوگا جو کہ ایک سفید گھوڑے پر سوار، قیام کرئے گا، وہ ساری انسانی طاقتوں پر غلبہ حاصل کرئے گااور اس لڑائی میں وہ سارے ظالم ولوٹ مار کرنے والے حکمرانوں کو نیست ونابود کردے گااور گھوڑے کی قربانی کرئے گااور اس سرزمین کو خداؤوں کے سپرد کرئے گااور جب اس کے سارے امور انجام پذیر ہوجائیں گے تو وہ خوشی سے ایک جنگل کی طرف چلا جائے گا۔ کتاب "پران"[10]میں کلکی اور اس کے زمانہ ظہور اور اس وقت کی صورتحال کے بارے میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ بنابراین کلکی "اس کٹھن زمانے کو اختتام تک پہنچائے گااور بُرے لوگوں کو نابود کردئے گا۔ وہ ایک ہجوم کی صورت میں گھوڑے پر سوار ہو کرآئے گااور جب اپنے کاموں کو ختم کرئے گا تو دوبارہ سے "ویشنو"میں غائب ہوجائے گااور سب چیزیں ایک نئی حالت میں تبدیل ہوجائیں گی تاکہ خلقت کا دوبارہ سے آغاز ہوسکے۔ کتاب "پران" میں کلکی کی مختلف صفات کاتذکرہ ہے جیسے وہ ایک سفید گھوڑے پر سوار ہوگا، پروں سے سجی ہوئی زرہ پہنی ہوگی اور ایک ہاتھ سے اپنی شمشیر غارت گر کو گھمائے گا اس کاگھوڑااپنے سامنے والی دوٹانگوں کو بلند کرئے گااور جب وہ زمین پر چلے گا تو وہ کچھواکہ جس کی پشت پر ایک سانپ "شاشا۔Shasha بیٹھا ہوگا (یہ وہی سانپ ہے کہ جس کی مکاری اس سرزمین میں رائج ہوگی) ایک کھائی میں گرجائے گا، سنگین بھار سے رہائی پائے گا۔ اس طرح جہان کے سارے اشقیاء نابود ہوجائیں گے۔

کلکی کے ظہور کے حالات

ہندووں کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہر "یوگا" اس کائنات کے انہدام سے اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ اس کی دوبارہ خلقت سے نئے یوگا کاآغاز ہوتا ہے۔ "ویشنوبدھ متنہ" نے اس عقیدے کو یوں بیان کیا ہے: "دنیاکے بادشاہ سخت اور ظالم ہوں گے اور ان کاکام ہمیشہ جھوٹ اور برائی کو ترویج دنیا ہوگااور وہ عورتوں، بچوں اور جانوروں کے لئے موت کا تحفہ لائیں گے اور اپنے تابعین کے اموال میں تصرف کریں گے۔ حالانکہ وہ ایک محدود قدرت رکھتے ہوں گے اکثر مقامات پر ان کی حکومت ناکام ہوتی جائے گی۔ ان کی زندگی کم اور آرزویں لمبی ہوں گی ان کے اندر رحم و محبت بہت کم ہوگی مختلف ملکوں کے لوگ کہ ان کے ساتھ تعلقات رکھتے ہوں گے ان کی پیروی کریں گے اور یہ وحشی لوگ انہی کی حمایت کی وجہ سے مضبوط ہوتے جائیں گے۔ حالانکہ اچھے قبائل سے غفلت برتی جارہی ہوگی اور ان قبائل کے لوگ تفرقہ اور نابودی کا شکار ہورہے ہوں گے۔ ثروت و تقوی روز بروز کم ہوتا جائیگا یہاں تک کہ یہ جہاں کلی طور پر ان چیزوں سے خالی ہوجائے گا فقط اموال سے مراتب کی تعیین کی جائے گی اور فقط ثروت

ایثار کا سرچشمہ ہو گی۔ جنس مخالف کے ساتھ تعلق جوڑنے کا مقصد صرف ہوس پوری کرنا ہو گا اور جھوٹ مراتب حاصل کرنے کا تنہا وسیلہ ہو گا اور عورتوں کو فقط جنسی تسکین کے لئے استعمال کیا جائے گا۔"
ظہور کا زمانہ چوتھا دورانیہ "کالی یوگا" ہو گا جس میں مرد اپنی بیویوں کے ہاتھوں کا کھلونا ہوں گے، عورتیں بے حیا و گستاخ اور شہوت پرست ہوں گی۔ چوروں اور تباہکاروں سے بہت زیادہ بچے پیدا کریں گی مکار تاجر معاملات کی سرپرستی کریں گے۔ وقت کے بادشاہ ظالم و خونخواہ ہوں گے۔ خاندانوں کے رئیس اپنے وظائف کو چھوڑ کر سڑکوں پر گداگری میں لگ جائیں گے اور برھمن، شودر کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔ سیلاب و خشک سالی فصلوں کو تباہ کر دی گی اور جنگ و قحط زمین سے امن و امان کو ختم کر دے گا۔ بطور خلاصہ جہان کی کچھ اس طرح وضعیت ہو جائیگی کہ پڑھے لکھے افراد "کلکی" نابود کرنے والے کے ظہور کی دعا کریں گے۔ "کالی یوگا" ۴۳۲۰۰۰سال طویل ہو گا۔ "ان کے اعتقاد کے مطابق اس وقت "کالی یوگا مھا یوگا" کے چھٹے ہزار سالی دورانیہ میں زندگی کر رہے ہیں۔[11]
کتاب "بھگوتا" میں بیان ہوا ہے کہ: عصر ویرانی اس قدر خوفناک ہو گا کہ اس وقت تقریباً سو سال تک بادل نہیں برسیں گے لوگوں کے کھانے کے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی اور انسان انتہائی بھوک کی وجہ سے مجبور ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں گے۔ انسان کی یہ حالت ان کو نابودی تک پہنچا دے گی۔ ہندو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی مذہبی کتابیں آسمانی ہیں اور ان کے لانے والے پیامبران تھے ان کتابوں میں منجی و مصلح کے مقدس وجود اور اس کے بابرکت ظہور کے بارے میں صراحتاً ذکر ہوا ہے۔

بدھ مت کا مسیحا- مایٹریا "(Maitreya)

بدھ مت میں نظریہ مسیحا کو مایٹریا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مایٹریا "Maitreya" سنسکرت زبان کا لفظ ہے کہ جسے "میٹرا "Mitra" سے اخذ کیا گیا ہے جس کا معنی مہربانی اور دوستی ہے لیکن پالی زبان میں اس کو میٹوّا "Mettevva" کہتے ہیں۔[12] دراصل، "بدھ مت" ہندوازم سے نکلا ہوا ایک دین ہے اور اس کے ہندوؤں کے دوسرے مذاہب سے خصوصاً آئین چین سے قریبی تعلقات ہیں۔ اسی وجہ سے بہت سے مطالب میں یہ دونوں مذاہب مشترک ہیں مثلاً ادوار تاریخی اور عقیدہ ظہور موعود۔ قابل غور بات یہ ہے کہ بہت سے ممالک کہ جن میں دین "بدھ مت "رائج ہے۔ مذہب بدھ مت کے موعود کے بارے میں افکار سے متاثر ہوئے ہیں۔ مثلاً چین، جاپان اور کوریا وغیرہ۔ مثال کے طور پر جب تقریباً پہلی صدی عیسوی میں چین میں بدھ مت کا دین رائج ہوا تو "مایٹریا" میں دلچسپی بڑھنے لگی۔ اس مذہب کی وسعت اس وجہ سے ہونے لگی کیونکہ یہ ظہور آخرالزمان کے نظریہ کا علمبردار تھا۔ اسی طرح کوریا کے لوگوں میں بھی مایٹریا کا نظریہ ایک اہم عنصر کی طرح نمودار ہوا اور یہ نظریہ اتنا زیادہ رائج ہوا کہ کوریا کے بدھ مت کے ماننے والوں نے "میٹریا" کی پہچان و شناخت کے لئے شان و

شوکت سے کھڑے ستائیس اصلی مورت مختلف جگہوں پر نصب کیے ہوئے ہیں۔ جاپان کے بودایوں نے اگرچہ یہ نظریہ "کوریا" سے لیا ہے لیکن وہ میتڑیا کو کامی "Kami" کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ ایک لمبی اور اچھی زندگی کرے گا۔ جاپان کے بعض گروہ "میتڑیا" کے منتظر ہیں اور ان کے مطابق سرزمین کیم پوسان" Kim pusan" کہ جس کو سونے سے مزین کیا جائے گا اس پر میتڑیا وعظ و نصیحت کرے گا۔

بودایوں کی الٰہیات کی بحث میں اس کو زمین کا پانچواں اور آخری "بدھ مت" جو کہ ابھی تک نہیں آیا سے تعبیر کیا گیا ہے وہ ایک دن آئے گا اور سب کو نجات دے گا اور وہ اس کو ایک ھیبت دار شخص جو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں ہے اس حالت میں نمایاں کرتے ہیں تاکہ قیام کے لئے ایک نمونہ و نشانی ہو۔ بعض کے نزدیک وہ ساتواں بدھ مت ہو گا۔ "مھایانہ" کے متون میں ذکر ہوا ہے کہ ملاٹیریا ایک بلند ترین مقام پر ہے اس کی گذشتہ زندگی کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک زمانے میں بادشاہ تھا اور اس کے بعد وہ تمام خداوں کا شاہ تھا اور بالآخر اسے "بدھ مت" بننے کے لئے آسمان" توشیٹا" میں سکونت اختیار کرنی پڑی اور ابھی تک آسمان توشیٹا میں سکونت اختیار کی ہوئی ہے لیکن ایک دن زمین پر پیدا ہوگا۔ ملاٹیریا کے مرید اس کے دوسرے جنم کے بارے میں لوگوں کو مطلع کریں گے تاکہ زمین پر اس کا ساتھ دیا جائے اور اس واقعہ کا صحیح وقت بھی ذکر ہوا ہے۔

بعض دانشوروں کے نزدیک بودایوں کا نظریہ موعود ایرانیوں کے مفہوم سوشیانت سے لیا گیا ہے بنابر این مایٹریا ایک بنیاد گزار ہو گا ایسا جہان کہ جس میں صلح و محبت کا رواج ہو گا وہ ایسا جہان ہو گا کہ جس میں "دومہ"، "آتین" کی تعلیم دی جائے گی اور آتین کو بطور کامل درک کیا جائے گا لیکن بعض اس بات کے قابل ہیں یہ مفاہیم اس سے پہلے بھی شاکیہ مونی "بدھ مت" کے دور میں بیان کیا گیا نظریہ مایٹریا جنوبی ایشیاء کے بعض ملکوں میں بھی پذیرش ہوتی ہے مثلاً نظریہ ملاٹیریا جب چین میں پہنچا" تقریباً پہلی صدی میلادی" تو اس نظریہ کی بہت پذیرائی ملی۔ بیسویں صدی میں بھی "کوریا" کے بدھ متیٔ ملاٹیریا کی شناخت میں کام کر رہے تھے اور تقریباً ۲۷ مورتیاں "مجسمہ" جو کہ کھڑے ہونے کی شکل میں ہیں مختلف جگہوں پر آویزاں گئی ہیں جاپانیوں نے ملاٹیریا کے بارے میں سب سے پہلے معلومات کوریا والوں سے لی تھیں۔ وہ موعود ایک ایسا شخص جو کہ "بشری والٰہی" صفات کا حامل ہو گا پس ہم کہ سکتے ہیں کہ اس کی رسالت عالمی ہو گی کیونکہ اس کا کسی خاص قوم کے لئے آنا اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

مایٹریا کے ظہور کے وقت کے حالات

مہاونسا "Mahavansa" جو کہ "تھرہ وداہ ایک کتاب کے متون میں سے ہے سری لنکا کی تاریخ کے بارے میں مکتوب ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ: "میتڑیا" زمین پر ظہور سے پہلے آسمان توشیتا میں قیام پذیر ہو گا اور اس کے نزول کا زمانہ بھی معین ہے جب شاکیہ مونی "پری نیر دانہ" تک پہنچے گا اس کے بعد اس جہان میں مختلف نشیب و فراز

رونما ہوں گے۔ بالآخر آخری بدھ مت کے پانچ ہزار سال بعد اس کے نزول کا زمانہ آئے گا اور اور ہر چیز بدھ مت کی تعلیمات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے گی اس کے بعد ایک حکمران آئے گا جو تعلیمات خدا کو لوگوں کے لئے فراہم کرے گا اور جب اس طرح کا بہشتی ماحول بن جائے گا تو اس وقت ملایٹیر یا آسمان توشیتا سے نزول کرے گا۔ مایٹریا کے ظہور کے بعد دنیاکے بے شمار لوگ کوئی جنایت نہیں کریں گے اور برائیوں میں مبتلا نہیں ہوں گے اور نیکی بجالانے میں ان کو خوشی محسوس ہو گی لوگ بغیر کسی ناتوانی و نقص کے ہوں گے اور وہ توانا مند بزرگ اور خوشحال ہوں گے اور بیماریاں بہت کم ہو جائیں گی۔ وہ زمانے کی مشکلات سے نجات پالیں گے اور سبز پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپیں گے وہ بغیر کسی زحمت کے اپنے لئے چاول فراہم کریں گے اور اسی زمانے میں "میٹریا" یعنی دھرمہ "دھرم" کا یعنی حقیقی دین کا اعلان کرے گا۔

یہودیوں کے مسیحا- ماشیح

ماشیح "Messcahy" عبرانی لفظ ہے اور فارسی میں اس کا مترادف "مسیحا" ہے جس کے معانی "مسح شدہ" یا ایسا شخص ہے کہ جس کے سر پر روغن مقدس لگایا گیا ہے۔ ابتدأ یہ کلمہ بنی اسرائیل کے قدیمی بادشاہوں کا لقب ہوا کرتا تھا جو بعد میں بزرگ کاہنوں اور ایسے بادشاہوں کے لئے استعمال ہوا جو بنی اسرائیل سے نہیں تھے بادشاہ "کورش" بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ اس بادشاہ کو خدا منتخب کرتا تھا تاکہ وہ بنی اسرائیل کی آزادی و سالمیت کی ذمہ داری اٹھائے۔

صفات و خصوصیات

تمام یہودی دانشمند ماشیح کے انسان ہونے پر اتفاق نظر رکھتے ہیں اور نیز یہ کہ یہودیوں کی معتبر مذہبی کتاب تلمود "جو کہ شرح و تفسیر ہے تورات کی" میں کہیں بھی ماشیح کے "مافوق البشر" ہونے کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔[13]

اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ:

1. اپنی ولادت سے ہی صداقت و پارسائی کا مظہر ہو گا اور دائماً اس کی صداقت و پارسائی میں اضافہ ہو تا چلا جائے گا وہ اپنے شائستہ اعمال اور فضیلتوں کی وجہ سے بلند و عالی ترین تکامل روحانی کے درجات کو طے کرے گا۔
2. ماشیح حضرت داوود کی نسل سے ہو گا[14]: وہ ایسا بچہ ہو گا جو حضرت یعقوبؑ کی نسل سے ہو گا۔
3. اس کی قدرت طبیعی ہو گی: یعنی اس کی قدرت غیر طبیعی نہیں ہو گی اور وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو "خارق العادہ" ہو گا طبعی طور پر تمام اعمال انجام دے گا در عین حال وہ ایک مقدس شخصیت ہو گی۔
4. یہودیوں کی نسل سے ہو گا۔ یعنی وہ یہودیوں میں سے اور یہودی زادہ ہو گا اور مرکزیت یہود میں ہو گا۔
5. اشراف زادہ ہو گا: شاہی خاندان میں متولد ہو گا۔

6. شہر نشین ہو گا: یعنی شہری آداب ورسوم سے آشنا ہو گا۔

ظہور کا زمانہ

ماشیح کے ظہور کا حساب اور اس کے متعلق موجود نظریوں میں بحث یہ ہے کہ آیا ظہور کی علامات یا ظہور کا وقت معین کیا گیا ہے یا نہیں۔ یہودی دانشمندوں کے درمیان ظہور ماشیح کی تعیین اور عدم تعیین میں اختلاف ہے ایک دستہ نے افراط کرتے ہوئے بطور دقیق تاریخ مشخص کر دی ہے جبکہ دوسرے دستہ نے صرف احتمالی وقت بیان کیا ہے اور دقیقاً تاریخ معین نہیں کی تیسرا دستہ ان لوگوں کا ہے جو وقت معین کرنے کو ممنوع سمجھتے ہیں پہلے اور تیسرے دستہ کے درمیان شدید اختلاف ہے۔

پہلا نظریہ: یہ نظریہ رکھنے والے جہاں کو تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں کہ جن میں سے ہر دور دو ہزار سال کا ہو گا ان تین ادوار کے تمام ہونے کے بعد ماشیح کا ظہور ہو گا دوسرے الفاظ میں ساتویں ہزار سال کے آغاز میں ماشیح کا ظہور ہو گا اور یہ جہان اپنے اختتام کو پہنچے گا یہ یہودیوں کے درمیان قدیمی ترین نظریہ ہے یہ تین ادوار خلقت کے ساتھ تناسب رکھتے ہیں پہلے دو ہزار سال کو عبری زبان میں "تہو" کہتے ہیں۔ کیونکہ اس دور میں وحی کا کوئی وجود نہیں تھا دوسرے دو ہزار سال "دور دوم" کو "تورا" یعنی "شریعت" کہتے ہیں کیونکہ اس دور میں وحی تھی جبکہ تیسرے دو ہزار سال "دور سوم" کو "یرموت ہماشیح" یعنی وہ دور کہ جس میں ماشیح کا انتظار کیا جائے گا ان تین دور وں کے بعد ماشیح کا ظہور ہو گا۔[15]

دوسرا نظریہ: تلمود میں ظہور ماشیح کی تاریخ کی دوسری تعیین ملتی ہے جو تقریباً پانچویں صدی کے آخر کی طرف اشارہ دیتی ہے ایلیا نبی نے ایک دانشمند سے کہا یہ دنیا ۸۵ یوول تک رہے گی "ہر یوول ۵۰ سال کا ہے اس طرح کل ۴۲۵۰ سال ہوئے" اور آخری یوول میں ماشیح کہ جو فرزند داوود ہو گا آئے گا اس دانشمند نے پوچھا آیا ماشیح یوول کے آغاز میں آئے گا یا اختتام میں ؟ تو حضرت ایلیا نے جواب دیا "وہ میں نہیں جانتا"۔[16]

تیسرا نظریہ: کچھ یہودیوں کا نظریہ اور عقیدہ یہ تھا کہ "اورشلیم" کی دوسری ویرانی کے چار سو سال بعد ماشیح کا ظہور ہو گا لیکن ۴۰۰ سو سال گزرنے کے بعد بھی ماشیح کا ظہور نہ ہوا۔ یہ خنینا کا نظریہ ہے۔

ان افراطی نظریات کے مقابل وہ لوگ ہیں جو تعین وقت کی شدت سے مخالفت کرتے ہیں اور اس کو ایک قبیح کام سمجھتے ہیں کیونکہ یہ پیشین گوئی لوگوں کے دلوں میں امیدیں پیدا کرتی ہیں جو بعد میں حقیقت نہیں ہوتیں اور یاس و ناامیدی کا سبب بنتی ہیں اور وہ لوگ کہ جنہوں نے ظہور کے وقت کو معین کیا ان لوگوں کی طرف سے مورد لعن و نفرین واقع ہوئے ہیں۔ لعنت ہو ان پر جو بنی اسرائیل کی ذلت کی آخری تاریخ اور ظہور ماشیح کا حساب کرتے

ہیں کیونکہ ان کااستدلال یہ ہے کہ اگر ذلت کااختتام ہو جائے اور ماشیح نہ آئے تو پھر کبھی بھی نہیں آئے گاہمیشہ اس کے ظہور کاانتظار کرو۔[17] یہودی ربانیون لوگوں کو ظہور کاوقت معین کرنے سے روکتے ہیں اور یہ نصیحت کرتے ہیں کہ لوگوں کو نیک کام انجام دینے چاہئیں کیونکہ ماشیح کاظہور لوگوں کے نیک اعمال کرنے سے مشروط ہے۔[18]
تورات میں ماشیح و موعود کے وجود کے متعلق صراحت کے ساتھ کوئی گفتگو نہیں ملتی۔ بالخصوص پانچ اسفار میں بعض لوگوں نے تورات کی کچھ آیات کی تاویل کرکے موعود کے متعلق مطالب نکالنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی کوئی وضاحت نہیں ملتی تورات کے علاوہ دیگر کتب میں جیسے مزامیر داوود یا پھر انبیاء کی پیشگوئیوں میں جیسے عاموس، ہوشع، اشعیاء، دانیال اور ملاکی کی پیشگوئی میں اس سے کچھ مطالب ملتے ہیں۔ بالخصوص اشعیاء کے بعد یہ مطالب زیادہ واضح ہیں۔ یہودیوں کی دوسری کتابوں جیسے "تلمود" میں مسیحا یاماشیح کی بحث مشاہدہ کی جاسکتی ہے تلمود میں ماشیح کے متعلق کچھ اس طرح سے بیان ہوا ہے۔ ایک انسان حضرت داوود کے شاہی خاندان سے ہوگا، جو مشرک امتوں کو نابود کرے گا اور بنی اسرائیل کو عالمی قدرت عطا کرے گااس کی قدر و منزلت اس وجہ سے ہوگی کیونکہ وہ یہ سارے کام طبیعی طور پر انجام دے گا۔ مسیحا کے لئے مختلف نام جیسے ابن داوود، داوود، مناجم بن حزقیا، صمح شالوم اور حدرک بھی ذکر ہوئے ہیں اس کے علاوہ "تلمود اگادا" میں سیاسی استقلال اور امتوں کے یہود ہونے کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

ماشیح کے ظہور کے بعد دنیا کے حالات

عصر ظہور ماشیح میں جہان کی ظاہری حالت کی بہترین توصیف کی گئی ہے کہ حیرت انگیز اور معجزانہ ہوگی جو اوضاع فعلی کی طرح نہ ہوگی ایک خوبصورت اور استادانہ توصیف کہ جو ماشیح کے ظہور کے اثر کی وجہ سے دنیا پر آئے گی اس میں درج ذیل گفتگو میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ خدا وند قدوس ماشیح کے ظہور کے زمانے میں دس چیزوں کو تازگی بخشے گا۔ وہ اپنے نور مقدس سے جہان کو روشن کرے گا اور کچھ اس طرح لکھا ہوا ملتا ہے کہ اس کے بعد دن میں آفتاب کی روشنی اور نور نہیں ہوگا اور چاند درخشندگی کے ساتھ نہیں چمکے گا کیونکہ تیرا نور جاودانی ہو گا۔[19] خداوند متعال خورشید کے نور کو ۴۹ نور کے حصوں سے روشن کرے گا۔ یعنی نور خورشید ۴۹ گنا ہو جائے گا چاند کی چاندنی سورج کی روشنی کی طرح اور سورج کی روشنی سات برابر ہوگی۔[20] اگر کوئی مریض ہوگا خداوند متعال خورشید کو حکم صادر فرمائے گااس کو شفاعطا کرو اور اس طرح کہا گیا ہے کہ " لیکن وہ کہ جو میرے نام سے ڈرتا ہے خورشید اس کے سرپر عدالت کے ساتھ چمکے گا اور ان کے دلوں کو شفاء عطا کرے گا"۔[21]
خداوند متعال "یروشلم" سے پانی جاری فرمائے گا اور جس کسی کو بھی بیماری ہوگی اس کے وسیلہ سے شفا پائے گا اس جہان میں ہر زندہ رہنے والا اس نہر میں داخل ہوگا اس کو شفا ملے گی۔[22] درختوں کو حکم دیا جائے گا کہ ہر ماہ

پھل دیں انسان ان پھلوں کو کھائیں گے اور شفا پائیں گے، نہر کے دونوں اطراف میوہ دار درخت اگیں گے کہ جن کے پتے ہمیشہ تروتازہ اور پھل کبھی ختم نہیں ہوں گے اور ہر ماہ تازہ پھل آئیں گے کیونکہ ان کا پانی آب مقدس و جاری ہو گا پھل اور میوہ کھانے اور علاج و شفاکے لئے ہوں گے [23]۔ تمام شہروں کو از سر نو آباد کریں گے اور دنیامیں کہیں پر بھی ویرانہ نہیں ملے گا حتی شہر "سدوم" اور "عمورا" بھی ماشیح کے زمانے میں آباد ہوں گے یعنی اپنی پہلی حالت کی طرح آباد ہوں گے۔ [24]

خداوند متعال "یروشلم" کو نیلے یاقوتی پتھروں کے ساتھ از سرنو دوبارہ بنائے گااور اس طرح بھی ملتاہے کہ "میں تیرے پتھروں کو سرمہ کے پتھروں سے نصب کروں گااور تیری بنیادوں کو نیلے یاقوتی پتھروں سے بلند کروں گا۔ تیری شیشے کھڑکیوں کو لعل سے اور دروازوں کو نیلے یاقوتوں سے بناوں گا اور تیری تمام حدود کو گران قیمت پتھروں سے بناوں گا"۔ "بھیڑیا، بھیڑوں کے ساتھ رہے گا، چیتا بکریوں کے ساتھ سوئے گا، شیر اور گائے اکٹھے رہیں گے، معصوم بچہ ان کو ہانکے گا، گائے ریچھ کے ساتھ چرئے گا، ان کے بچے اکٹھے سوئیں گے شیر گائے کی طرح گھاس کھائے گا اور شیر خوار بچہ سانپ کے سوراخ پر کھیلے کودے گا"۔ [25] خداوند متعال تمام حیوانات اور حشرات الارض کو بلائے گا پھر ان کے ساتھ اور تمام بنی اسرائیل کے ساتھ وعدہ کرے گا جیسے کہ کہا گیا ہے۔ "اور پھر اس دن صحرائی حیوانات آسمانی پرندوں اور حشرات الارض کے ساتھ وعدہ کیا جائے گا تیر و کمان اور شمشیر و جنگ کو زمین سے ختم کر دیا جائے گااور تمام حیوانات امن کے ساتھ سوئیں گے۔" [26]

حضرت عیسیٰؑ کی رجعت

عیسائیت اور یہودیت تاریخی اعتبار سے یکساں ہیں یعنی ان دونوں کا سابقہ تاریخ ایک ہی ہے اور یہودیت کے بزرگ ہی عیسائیت کے بزرگ ہیں۔ان دونوں کے عقائد بھی ایک جیسے ہیں جس جس چیز پر یہودیوں کا اعتقاد ہے اس اس پر عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ عیسائیت اور یہودیت میں کوئی خاص فرق نہیں ہے عیسائیوں کی کتاب مقدس انجیل 'بائیبل' دو عھدوں پر مشتمل ہے کہ جو عہد عتیق اور عہد جدید کو شامل ہے۔ عہد عتیق وہی تورات ہے کہ جو ان کے نزدیک قابل قبول ہے اور اسی وجہ سے وہ عتیق سے استدلال کرتے اور دلیلیں لاتے ہیں۔ اور یہی بات دونوں مذہبوں کے ایک ہونے کی دلیل ہے۔ یہ تو حضرت عیسی بن مریمؑ کے بعد کچھ لوگوں نے مسیحا ہونے کا دعوی کیا لیکن کسی کو عیسی والی مقبولیت نہ مل سکی، صرف حضرت عیسیٰؑ کے مسیحا ہونے کو شہرت ملی اور ان کے پیروکار یہی یہودی تھے کیونکہ یہودی عقیدے کے مطابق، منجی مسیحا کی ریاست قائم ہو گی ۔عیسائیت کی ان تعلیمات کی بنیاد پر، حضرت عیسیٰؑ نے کسی جدا دین کا دعوی نہیں کیا۔ متی، باب 5، حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں: میں زائل کرنے نہیں بلکہ کامل کرنے آیا ہوں، آسمان اور زمین زائل ہو جائیں گے، لیکن

احکام تورات سے کوئی چیز زائل نہیں ہو گی۔ یعنی آپ کا دین ہمیشہ رہے گا۔ انجیل، متی، باب 15،آیت 17 میں آیا ہے: " ایسا گمان نہ کرو کہ میں اس لئے آیا ہو کہ تورات حضرت موسیٰؑ کو اور دوسرے انبیاء کے صحیفوں کو منسوخ کروں میں اس لئے آیا ہوں تاکہ ان کو مکمل کرکے انجام تک پہنچاؤں۔" اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کے ارد گرد جو لوگ جمع تھے وہ یہی کہ رہے تھے کہ ہم یہودی ہیں۔ اور عیسائیت، وہی یہودیت ہے اور یہودیت کاآخری مسیحا وہی حضرت عیسیٰؑ ہیں۔

عیسائیوں کا موعود۔ عیسیٰؑ

عیسائیت کا موعود خود حضرت عیسیٰؑ ہیں جو دوبارہ اس جہان میں لوٹیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر چڑہائے جانے کے بعد دوبارہ اس دنیامیں لوٹیں گے کیونکہ جب حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھایا گیا دو نظریے بیان ہوئے: ایک یہ کہ ہم سے غلطی ہوئی کیونکہ عیسیٰؑ نے اس عزت کو ظاہر نہیں کیا۔ دوسرا یہ کہ ہم سے غلطی نہیں ہوئی بلکہ وہ دوبارہ آئیں گے۔ اس عقیدہ کی بناپر حضرت عیسیٰؑ خود اچانک اس حالت میں اور بغیر کسی پیشگی اطلاع کے، والد کی ہیبت اور جلال میں، فرشتوں کے ساتھ اور کامیابی و فتح کے ساتھ آئیگا یعنی وہی آئے گا نہ وہ کہ جو یہودی کہتے ہیں کہ ایک آدمی جو حضرت داؤدؑ کی نسل سے ہے آئے گا۔ حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ لوٹنے کا موضوع ایک ایسا موضوع ہے جس کا تذکرہ ۳۰۰ سے بھی زیادہ بار کتاب انجیل مقدس میں ہوا ہے۔

ظہور کے حوادث

عہد جدید میں آیا ہے کہ جب مسیحؑ ظہور کریں گے تو بہت سے حادثے پیش آئیں گے۔ یوحنا کی کتاب وحی [27]میں ذکر ہوا ہے، یوحنا کہتا ہے کہ وہ تمام پیشگویاں جو ہو چکی ہیں وہ مسیحؑ کے ظہور کے زمانہ میں محقق ہوں گی اور وہ کہ جو حضرت داوؤدؑ کی کتاب زبور میں ذکر ہوا ہے ویسا ہی ہو گا[28]۔ اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مسیحؑ کا قدیسیوں کے ساتھ آنا۔

۲۔ جنگ بنام کنواں مجدان یا چار مجدان۔ (یہ جنگ عیسائیوں کے نزدیک فلسطین کے شمال میں واقع ایک درہ میں ہو گی جہاں لاکھوں لوگ مارے جائیں گے)

۳۔ شیطان کا گرفتار ہونا۔

۴۔ قدیسیان کا حکومت پر آنا۔

۵۔ ایک ہزار سال کے بعد شیطان کا آزاد ہونا۔ "محدود مدت کے لئے شیطان کو زندہ کیا جائے گا"۔ جب مسیحؑ آئے گا شیطان کو رہا کر دیا جائے گا اور اس کے بعد وہ کسی کو گمراہ نہیں کرسکے گا۔

۶۔ سفید تخت پر قضاوت "قیامت کبری" مسیح قضاوت کرے گا کہ کون بہشتی اور کون جہنمی۔

۷۔انتہاء عالم، کیونکہ یہ جسمانی عالم ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد مسیح اور اس کے پیروکار جاودانی ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہم دوبارہ خداوند متعال کے ساتھ ملحق ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ متصل ہو جائیں گے۔"ہمیشہ کے لئے" ہم اسے جنت، اور وہ اسے حیات روحانی یازندگی ابدی کہتے ہیں۔

اسلام-امام مہدی علیہ السلام

دین اسلام ایک ایسادین ہے کہ جس میں تعلیمات وحی میں کوئی تغیر و تبدل یا تحریف نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی اس کی مثل کلام لا سکا۔یہ ہر دور کے انسان کی ضروریات کے مطابق تھی اور ہر روز اس میں ایک نیا باب کھولا گیا اور یہ تعلیمات کبھی بھی زمانے کے گزرنے کے ساتھ پرانی محسوس نہیں ہوئیں اور یہ ہمیشہ تھکے ماندے اور سر گردان لوگوں کے لئے راہنما تھیں اور ہیں۔شیعہ اور سنی موعود یا نجات دہندہ کو مہدیؑ کا نام دیتے ہیں۔شیعوں اور سنیوں کے نزدیک اسلامی نجات دہندہ کا نام حضرت مہدیؑ ہے مہدیؑ کا معنی ہدایت کیا ہوا ہے۔ مہدویت بھی اسی سے ہے۔ شیعہ اور سنی کے نزدیک آنحضرت کا مشہور ترین لقب بھی مہدیؑ ہے بعض اوقات ہدایت کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے محمد بن عجلان امام صادق علیہ السلام سے اس طرح نقل کرتے ہیں: "قائم کو اس لیے مہدی کہتے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو اس قانون کی طرف ہدایت کریں گے جسے وہ کھو چکے ہوں گے۔[29] لیکن جو معنی زیادہ روایات میں آیا ہے وہی پہلا معنی ہے امام محمد باقر علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: "حضرت مہدیؑ کو اس لئے مہدیؑ کہا گیا ہے کہ ایک وہ مخفی کام کی طرف ہدایت کریں گے اور وہ تورات اور دیگر تمام الٰہی کتابوں کو ایک غار جو کہ انطاکیہ میں واقع ہے باہر لائیں گے۔"[30] جب امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت مہدیؑ کو مہدیؑ کیوں کہا گیا؟ توآپ نے فرمایا: "کیونکہ وہ تمام مخفی امور کی طرف ہدایت کیے جائیں گے۔[31]

لفظ مہدی کا معنی ایسا شخص جو خدا کی طرف سے ہدایت کیا گیا ہو اور یہ لفظ "ھدی" کی مفعولی حالت ہے اور "ھدی" کا معنی ہدایت کرنا ہے اور یہ اصطلاح دو دفعہ قرآن میں معنی فاعلی میں یعنی ہدایت کرنے والا کے معنی میں استعمال ہوئی ہے پہلی آیت میں خداوند متعال فرماتا ہے" إِنَّ اللهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ "(54:22) یعنی: "بے شک خدا ایمان والوں کو راہ راست پر ہدایت کرنے والا ہے" دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے: "كَفَى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا"(31:25) یعنی: " فقط خدا تیری مدد اور ہدایت کے لیے کافی ہے۔" رسول خدا ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں آنے والے واقعات کے بارے میں خبر دی اور کہا: اگر دنیا کی عمر کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو خداوند متعال اس دن کو اتنا لمبا کرے گا کہ میری اولاد سے ایک شخص قیام کرے گا وہ

میرا ہم نام ہو گا، حضرت سلیمان نے کھڑے ہو کر پوچھا وہ آپ کے کس فرزند کی اولاد سے ہو گا؟ حضرت نے اپنا ہاتھ امام حسینؑ کی پشت پر مار کر فرمایا اس فرزند کی اولاد سے۔"[32]

سلمان فارسی، ابو سعید خدری، ابوایوب انصاری، ابن عباس اور علی ہلالی نے رسول خداﷺ سے مختلف الفاظ میں اس طرح نقل کیا ہے: "اے فاطمہؑ ہم اہلبیت کو چھے ایسی خصوصیات عطا کی گئیں ہیں جو نہ تو ہم سے پہلے کسی کو دی گئیں اور نہ یہ ہم سے بعد کوئی حاصل کر سکے گا۔ حضرت مہدیؑ کہ حضرت عیسیٰؑ جس کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے ہماری نسل سے ہے پھر امام حسینؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدیؑ امت اس کی نسل سے ہو گا۔[33]" مقدسی شافعی جو کہ ایک سنی عالم تھے حضرت علی علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: "مہدیؑ حسینؑ کی اولاد سے ہے جو بھی اس کے غیر کی طرف متوجہ ہو گا خدا اس پر لعنت کرے گا۔"[34] محی الدین عربی اس بارے میں کہتے ہیں: "مہدیؑ عترت رسول اکرمﷺ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کی نسل سے ہیں آپؑ کے جد امام حسین علیہ السلام اور آپ کے والد امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں"[35] ایک لحاظ سے یہ نظریہ کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسن علیہ السلام کی نسل سے ہیں ہمارے نظریے کو تقویت دیتا ہے کیونکہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھاکے دو فرزند تھے اگر امام مہدیؑ حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسل سے نہیں تو ظاہر ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے لیکن یہ کہنا کہ امام مہدیؑ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرزند ہیں اس بارے میں اہل سنت کے علماء کی آراء بعض کتابوں میں ذکر ہوئی ہے۔ مرحوم علی دوانی اپنی کتاب "مہدی موعود و دانشمندان عامہ" میں علماء اہلسنت سے 119 لوگوں کو ان کے اقوال کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ وہ متعقد ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام سے ہیں۔[36] مثلاً ابن حجر ہیتمی اپنی کتاب صواعق المحرقہ میں کہتے ہیں کہ: "امام حسن عسکری علیہ السلام کا صرف ایک فرزند تھا جس کا نام ابوالقاسم محمد الحجۃ تھا اور آپ کی عمر اپنے والد گرامی کی وفات کے وقت صرف پانچ سال تھی لیکن اس وقت بھی خداوند متعال نے آپ کو اپنی حکمت سے نواز رکھا تھا۔"[37]

خصوصیات

دین اسلام کے آخری مسیحا کی خصوصیات کے حوالے سے چند نکات قابل ذکر ہیں:

پہلا نکتہ: یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام کلامی فرقے ایک اصولی اور فروعی اختلاف کے باوجود اصل عقیدہ یعنی حضرت مہدیؑ پر متفق ہیں ایک ایسے شخص کے ظہور کی بشارت دی گئی ہے جو نسل پیغمبرﷺ سے ہیں اور آخری زمانے میں ظہور کریں گے۔

دوسرا نکتہ: یہ ہے کہ اسلام میں قرآن کریم اس دین کی اساسی کتاب ہے جس میں کلیات کو ذکر کیا گیا ہے اور جزئیات کو سنت نبوی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ قرآن کے دقیق مفہوم کو سمجھنے کے لئے پیغمبر اکرم ﷺ کے بیان اور معصومین کے فرمان کی ضرورت ہے اور نظریہ مہدی علیہ السلام کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے پیغمبر اکرم ﷺ کے فرمان کی ضرورت ہے۔ یہاں اہم نکتہ یہ ہے کہ شیعہ، سنی کتابوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں پیغمبر ﷺ سے بہت سی صحیح اور متواتر روایات نقل ہوئی ہیں۔ علامہ حسن زادہ عاملی تواتر کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ اخبار تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہیں حتیٰ کہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ المطالب میں 25 باب تالیف کیے ہیں اور اس میں تمام احادیث علماء اہل سنت سے نقل کی ہیں اور اس کتاب میں کوئی بھی شیعہ حدیث ذکر نہیں ہے۔[38] ان احادیث کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ وہ تواتر معنوی تک پہنچ جاتی ہیں۔[39] شہید صدر کہتے ہیں: "میں نے تقریبا ۴۰۰ روایت پیغمبر اکرم ﷺ کو تکرار کے بغیر اہلسنت کی کتابوں میں پایا ہے" اس لئے کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی، احادیث مہدوی کے تواتر کے حد تک ہونے کی وجہ سے احادیث کی اسناد کی بحث کی ضرورت نہیں کلی طور پر روایات کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

الف: پہلی قسم ایسی احادیث جن میں سند کے اعتبار سے اور دلالت کے اعتبار سے کوئی ابہام نہیں اس مطلب کو اکثر علماء نے وضاحت سے بیان کیا ہے جیسے حاکم نیشاپوری نے المستدرک میں، ترمذی نے سنن میں، بیہقی نے الاعتقاد میں، ابن اثیر نے النہایہ میں اور قرطبّی مالکی نے التذکرہ وغیرہ میں۔

ب: دوسری قسم ایسی روایات جو کہ سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں یعنی ان کی سند ضعیف ہے لیکن دلالت کے لحاظ سے روشن ہیں ان روایات کو بھی اخذ کیا جاسکتا ہے اور ان کے ضعف کو پہلی قسم کی روایات کے ذریعے سے جبران کیا جاسکتا ہے اگر یہ نہ کہا جائے کہ اجماع نے ان پر عمل کیا ہے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ مشہور نے اس پر عمل کیا ہے۔

ج: تیسری قسم ایسی روایات کہ جن میں متواتر روایات سے تضاد رکھتا ہے اگر ان میں تاویل کا امکان ہو تو ان کی تاویل کی جانی چاہیے اور اگر نہیں تو انہیں چھوڑ دینا چاہیے مثلاً ایسی روایات کہ جس میں امام کے نام کو احمد ذکر کیا گیا ہے یا امام کے والد گرامی کے نام کو عبداللہ فرض کیا گیا ہے یا امام کو حضرت حسن علیہ السلام کی اولاد سے قرار دیا گیا ہے یہ ایسی روایات ہیں کہ مشہور علماء نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔

تیسرا نکتہ: ایسی احادیث کہ جو ان خصوصیات کو بیان کرتی ہیں جو کہ عامہ اور خاصہ کے درمیان مشترک ہیں جیسے اصل مہدویت، حضرت مہدیؑ کے وجود پر اعتقاد کا ضروری ہونا، آپ کا پوری دنیا کے لئے ہونا، حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنا، خسف بیداء، سورج کا مغرب سے طلوع کرنا، حضرت مہدیؑ کا جناب فاطمہؑ کی اولاد سے ہونا، امام کی ظاہری خصوصیات، امام کے دور میں نعمتوں کی فراوانی، عدالت کا عام

ہونا، پیغمبر اکرم ﷺ کا ہم نام ہونا، اگرچہ بعض چیزوں میں اختلاف بھی ہے جیسے رکن و مقام کے درمیان بیعت کا لینا۔

چوتھانکتہ: وہ روایات جن میں امام مھدیؑ کی خصوصیات ذکر ہوئی ہیں ان کی منفرد خصوصیات یہ ہیں کہ:

1. بہت سے علماء شیعہ اور محمد حسین ابری شافعی "م363ھ"، قرطبّی مالکی، "م761ھ"،ابن قیم جوزی، "م751ھ"، ابن حجر عسقلانی"م852ھ، سیوطی، "م911ھ" اور ابن حجر ہیثمی، "م974ھ" وغیرہ جیسے اہل سنّت علماء نے ان کو متواتر کہا ہے اور ترمذی، نسائی، ابوداوود، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، خطیب بغدادی، ابن عساکر، سیوطی، ابن اثیر، ابن حجر ہیثمی وغیرہ جیسے علماء نے ان احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے اور پیغمبر ﷺ کے اصحاب میں سے 55 اصحاب سے یہ احادیث نقل ہوئی ہیں جن میں جن میں امام علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام، معاذ بن جبل، سلیمان، عمر بن خطاب اور ابوذر غفاری شامل ہیں۔
2. بعض شیعہ اور اہلسنت علماء نے حضرت مہدیؑ کی ولادت سے پہلے آپ پر مستقل کتب یا روایات لکھی ہیں جن میں شیعہ مؤلفین میں کتاب الغیبہ للحجہ، عباس بن ہشام ابوالفضل الناشری، کتاب اخبار المہدی، ابو یوسف عباد بن یعقوب الرواجی، کتاب القائم الصغیر حسن بن علی بن ابی حمزہ البطائنی، کتاب الغیبہ، ابواسحاق ابراھیم بن صالح، الانماطی شامل ہیں اور اہل سنت مؤلفین میں کتاب الجامع، معمر بن راشد ازدی"م151ھ"، المصنف فی الاحادیث والآثار ابی ابکر عبداللہ بن ابی شبیہ الکوفی"م235ھ، مسند احمد بن حنبل"م241ھ"، ابو نعیم اصفہانی، حماد بن یعقوب، رواجنی، "اخبار المہدی" جلال الدین سیوطی، "العرف الوردی فی اخبار المہدی وعلامات المہدی" ملا علی متقی ہندی، "البرہان فی ماجاء فی صاحب الزمان"، ابن حجر عسقلانی، "البرھان فی ماجاء فی علامات المہدی المنتظر" اور حافظ ابو عبداللہ گنجی شافعی، "البیان فی اخبار صاحب الزمان" شامل ہیں۔
3. یہ روایات اہلسنت اور شیعہ کی معتبر ترین کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں مثلا صحیح مسلم، سنن،ابن ماجہ،ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی۔ لیکن صحیح بخاری اور مسلم میں یہ روایات ذکر نہیں ہوئیں۔

4. روایات حضرت مہدی علیہ السلام اتنی زیادی تعداد میں تھیں کہ ادبی آثار جیسے عربی و فارسی زبان کے اشعار میں آپ کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔
5. اہلسنت کے عارف علماء دیگر علماء کی نسبت اس عقیدے سے زیادہ متاثر نظر آتے ہیں۔مثلا ابن عربی، صدر الدین قونوی، عزیزالدین نسفی، سعدالدین حموی کی کتابیں قابل مشاہدہ ہیں۔
6. وہ روایات جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہیں تکرار کے بغیر تقریبا ۱۵۰۰روایات ہیں البتہ مختلف طریقوں سے روایت ہوئی ہیں۔

ظہور کے حوادث

امام صادق علیہ السلام امام مہدیؑ کے ظہور کے زمانے کے حالات کو بیان کرتے ہوئے اپنے ایک صحابی کو مخاطب کرکے فرمایا: "جب تم دیکھو کہ ظلم و ستم پھیل گیا ہے، قرآن کو بھلا دیا گیا ہے، خواہشات اور خوف سے قرآن کی تفسیر کی گئی ہے اہل باطل اہل حق پر سبقت لے چکے ہیں، ایمان رکھنے والے سکوت اختیار کر چکے ہیں، رشتے ناطے ختم ہو گئے ہیں، چاپلوسی زیادہ ہو گئی ہے، خیر کے رستے خالی اور شہر کے راستے قابل توجہ ہو چکے ہیں، حلال حرام ہو گیا ہے اور حرام کو جائز شمار کیا جانے لگا ہے ایسی جگہوں پر بہت زیادہ سرمایہ خرچ ہونے لگا ہے جو خدا کے خشم کا باعث ہے، رشوت خوری سرکاری ملازمین میں عام ہے، سرگرمیاں اس طرح رواج پیدا کر چکی ہیں کہ کوئی بھی ان کو روکنے کی جرات نہیں رکھتا، قرآن سننا لوگوں پر سخت ہے لیکن باطل سننا سہل اور آسان ہے، غیر خدا کے لئے حج کیا جانے لگا ہے لوگ سنگدل ہو گئے ہیں اور اگر کوئی امر بہ معروف اور نہی از منکر کرنے لگے تو اسے کہا جائے کہ یہ تیرا کام نہیں ہے، ہر سال نیا فساد اور نئی بدعت پیدا ہو ان حالات میں اپنا خیال رکھنا اور خدا سے ان پر آشوب حالات میں نجات اور چھٹکارا حاصل کرنے کی دعا کرنا۔ البتہ یہ روایت امام کے ظہور سے پہلے کے حالات کو بیان کر رہی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب لوگ اس طرح ہو جائیں گے بلکہ باایمان افراد بھی اسی دور میں موجود ہوں گے جو نہ صرف اپنا ایمان محفوظ رکھیں گے بلکہ ظلم و ستم کے مقابل میں ایک پہاڑ کی طرح ہوں گے اور مظلوموں، محروموں کے لئے پناہ گاہ ہوں گے اور حضرت "مہدی" ولی عصر انہی افراد کی مدد کے سے اس مطلب کو روایت کے مفہوم سے حاصل کیا جا سکتا ہے پیغمبر گرامی اسلام ﷺ فرماتے ہیں۔ "اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہو گی جو صدر اسلام کے مسلمانوں جتنا اجر رکھتی ہو گی وہ امر بہ معروف اور نہی از منکر کریں گے اور اہل باطل و فتنہ سے جنگ کریں گے"۔

نتیجہ

دنیامیں موجود چھے بڑے ادیان کی معتبر کتابوں اور ان کے ماننے والے علماء کی کتابوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تمام ادیان میں آخرالزمانؑ کا عقیدہ پایا جاتا ہے لیکن ہر دین کے ماننے والے اپنے دین سے ایک مسیحاکے انتظار میں ہیں بالکل اسی طرح جس طرح نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے وقت اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت لوگ ایک مسیحاکاانتظار کر رہے تھے لیکن جب نبی اکرم ﷺ کا ظہور ہو جاتا ہے تو وہ لوگ جوآپ کے انتظار میں تھے وہی منہ موڑ کرآپ کی مخالفت کرنے لگے۔ دین اسلام اور دین مسیح کا مسیحاکے ظہور میں ایک نقطہ اشتراک پایا جاتا ہےاور وہ ہیں حضرت عیسیٰؑ کیونکہ دونوں کے نزدیک ایک شخص کاآخرالزمانؑ میں آنا حتمی ہے لیکن مسلمانوں کا یہ ماننا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ، حضرت مہدیؑ کی مدد کے لئے نازل ہوں گے اور حضرت مہدیؑ کی اقتدامیں ہی نماز ادا کریں گے جبکہ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کواس دنیاکا مسیحاتصور کرتے ہیں۔ جس زمانے کی تصویر کشی ان تمام ادیان کی کتابوں میں ملتی ہےاس میں نہ تو دینی تصادم نظرآتا ہےاور نہ ہی مختلف عقیدوں کا بازار، اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ ان تمام ادیان کی کتابوں میں ایک ہی زمانے کی طرف اشارہ ملتا ہے اور وہ فرد جسے زرتشتی سوشیانت، ہندو کلکی، بدھ مت مایٹریا، یہودی ماشیح، عیسائی مسیح اور مسلمان حضرت مہدیؑ کہتے ہیں ایک ہی فرد ہے اور جس زمانے کے اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ بھی یہی زمانہ ہے فرق صرف ناموں کا ہےاوران تمام کتابوں کا منبع ایک ہی ہےاور وہ ہے الٰہی نمائندے لیکن بعد میں کچھ میں تحریف کی وجہ سے اختلاف نظرپایا جاتا ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ پور داود، ابراھیم، رسالہ سوشیانس (...، انتشارات فروھر، ندارد) 14۔

2۔ پور داود، ابراھیم، رسالہ سوشیانس (...، انتشارات فروھر، ندارد) 15۔

3۔ یشتھا، گزارش پورداود، ج2 (...) 101۔

4۔ سید حسن، آصف آگاہ، سوشیانت منجی ایرانو یچ (قم، انتشارات آیندہ روشن، 1387 شمسی) 47۔

5۔ زند بھمن یس4، (...) 13۔

6 ماہنامہ موعود، شمارہ ۲ آقای اسفندیاری۔

7۔ جان، ناس، تاریخ جامع ادیان، ترجمہ علی اصغر حکمت (...، انتشارات علمی فرھنگی، 1382 شمسی) 130۔

8۔ علی، موحدیان، گونہ شناسی موعود فصل نامہ مجلّہ ھفت آسمان، شمارہ13۔

9۔جلالی مقدم، مسعود، مقالات وبررسیھا، دفتر71(...، 1423 قمری) 292۔
10۔پران ہندووں کی دوسرے درجے کی مقدس کتاب ہے جو چھٹی صدی عیسوی کے بعد کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔
11.Oflaherty, W.D Indian Religions: Mythic Themes, the encyclopedia of religion, aforementioned, Vol 7, p 20.
12۔لنکستر لوئیس، میٹریا موعود بودائی وفصلنامہ ھفت آسمان، شمارہ21 (...) 222۔
13۔کھن ابراھم،انسان،خدا جہان ماشیخ آموزہ یہود میں،ترجمہ امیر فریدون گرگانی(ندارد، انتشارات المعی، 1382 شمسی) 259۔
14۔اشعیاء، باب11،آیات1تا9۔
15۔کریستون،جولیوس، انتظار مسیحادر آئین یہود ،ترجمہ حسن توفیقی(ندارد، انتشارات مرکز مطالعات ادیان و مذاہب ، 1377 شمسی) 71۔
16۔کھن ابراھام، گنجینہ ھای آموزہ ھای یہود،ترجمہ امیر فریدون گرگانی(...) 245۔
17۔کھن ابراھام، گنجینہ ھای آموزہ ھای یہود سے،ترجمہ امیر فریدون گرگانی(ندارد،انتشارات المعی، 1482 شمسی) 265۔
18۔کریستون،جولیوس،آئین یہود میں انتظار مسیحا،ترجمہ حسن توفیقی(...) 71۔
19۔اشعیاء، باب60،آیت19۔
20۔اشعیاء، باب30،آیت26۔
21۔ملاکی، باب4،آیت2یا باب3،آیت19
22۔حزقیال، باب47،آیت9۔
23۔حزقیال، باب47،آیت12۔
24۔حزقیال، باب16،آیت55۔
25۔اشعیاء، باب11،آیت6،7،8۔
26۔ھوشع، باب2،آیت20۔
27۔مکاشفہ یوحنا، باب19،آیت11اور باب2،آیت15۔
28۔مزامیر، باب25،آیت3تا8۔
29۔محمد بن محمد بن نعمان، مفید،*الارشاد*،ج2،ح2(قم،انتشارات کنگرہ مفید،1413 قمری) 383۔
30۔محمد ابن علی، ابو جعفر الشیخ الصدوق، *علل الشرائع*، ج : 1(نجف اشرف، منشورات المکتبۃ الحیدریۃ 1966) : 161 ح:3۔
31۔محمد بن الحسن، طوسی،*کتاب الغیبہ* (قم،انتشارات موسسہ معارف اسلامی، 1411 قمری) 471۔

32۔ابن قیم جوزی،*المنار المنیف* (...):148 ح329۔ مقدسی شافعی،*عقد الدار* (...):45، باب 1۔
33۔شافعی گنجی،ابو عبداللہ،البیان فی اخبار صاحب الزمان، تحقیق: محمد ہادی امینی، ص501،502۔
34۔مقدسی، عقد الدرر، باب 4(...) 132۔
35۔شعرانی،الیواقیب والجواہر،ج 2،، بحث 56(بیروت،انتشارات دارالمعرفۃ،...) 532۔
36 ۔ دوانی، علی،*مہدی موعود و دانشمندان عامہ* (...، نشر دار الکتب الاسلامیہ، 1361)
37۔ابن حجر ہیتمی مکی،صواعق المحرقہ، تحقیق عبدالوہاب،ج 2 (قاہرہ،انتشارات جامعہ الازھر ،1385 قمری) 601۔
38 ۔عاملی، حسن زادہ، امامت (قم،...) 238۔
39۔سید محمد باقر، صدر، *بحث حول المہدی*، تحقیق عبدالجبار شراره (...،انتشارات مرکز الغدیر، 1417 قمری) 62،63۔

کتابیات

1) ندار، ندار، کتاب مقدس (عہد جدید شامل 14 انجیل و23 رسالہ) ترجمہ ہنری مارتین، مجمع بریتانیایی وبرون مرزی کتاب مقدس، لندن، مطبعہ گلبرت ورونگتن،1895 میلادی۔
2) ہمدانی، فاضل خان کتاب مقدس (عہد عتیق، شامل 39 کتاب ورسالہ) ترجمہ ویلیام گلن، مجمع بریتانیائی وبرون مرزی کتاب مقدس، لندن، مطبعہ ویلیام واتسن 1856 میلادی۔
3) ابراہیم، علی رضا، مہدویت در اسلام و دین زرتشت، تہران، انتشارات باز، مرکز باز شناسی اسلام وایران، 1381 شمسی۔
4) آصف آگاہ، سید حسن، سوشیانت منجی ایرانو یج، قم،انتشارات آیندہ روشن، 1387 شمسی۔
5) ہیتمی،ابن حجر صواعق المحرقہ، تحقیق عبدالوہاب، قاہرہ ،انتشارات جامعہ الازہر 1385 قمری۔
6) پور داود،ابراہیم، رسالہ سوشیانت ،ندارد، انتشارات فروہر،...
7) پور داود،ابراہیم، ویشت ہا، تہران، انتشارات 1356 شمسی۔
8) پور داوود، ابراہیم، اوستا، گات ہایاگاہان،...
9) علی، موحدیان، گونہ شناسی موعود فصل نامہ ہفت آسمان، شمارہ 12،13۔
10) جان بر ناس، تاریخ ادیان، ترجمہ علی اصغر حکمت، چاپ سیز دہم،...، انتشارات علمی فرہنگی، 1382 شمسی۔
11) عاملی، حسن زادہ، امامت، قم، انتشارات قیام، 1376 شمسی۔
12) نیشاپوری، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، بیروت، نشر دار المعرفۃ، بیروت،...
13) شعرانی،الیواقیب والجواہر، بیروت، انتشارات دار المعرفۃ،...
14) صدر، سید محمد باقر، بحث حول المہدی، تحقیق عبدالجبار شراره،...، انتشارات مرکز الغدیر، 1417 قمری۔
15) مقدسی شافعی، یوسف بن یحیٰی، عقد الدرر فی اخبار المنتظر تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو چاپ اول انتشارات نصائح 1416 قمری۔

16) کریستون، جولیوس، انتظار مسیحادر آئین یہود ترجمہ حسن توفیقی،...، انتشارات مرکز مطالعات ادیان ومذاہب، 1377 شمسی۔
17) کھن، ابراہام، گنجینہ ای از تلمود، ترجمہ امیر فریدون گرگانی،...، انتشارات المعی، 1482 شمسی۔
18) کھن، ابراھام، خدا، جھان، ماشح در آموزہ ھای یہود، ترجمہ امیر فریدون گرگانی،...، انتشارات المعی، 1382 شمسی۔
19) مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الارشاد، قم، انتشارات کنگرہ مفید، 1413 قمری۔
20) طوسی، محمد بن الحسن، کتاب الغیبہ، قم انتشارات موسسہ معارف اسلامی 1411 قمری۔